بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ

008: باب 01- حصہ چہارم-توحید کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ توحید تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

[(ابن حبان:2324)اور(جامع الترمذی:3540)]

کتاب التوحید الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام محمد بن عبدالوہاب رحمۃاللہ علیہ کی کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور پچھلے درس میں ہم نے سیدنا عتبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی تھی اور اس میں جو اہم پیغام اور فوائد تھے وہ بھی بیان کیے تھے ۔آج کے درس میں اس کے بعد والی حدیث میں شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ الله تَعَالَى عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ"(سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)"قَالَ مُوسَى: يَا رَبِّ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَذْكُرُكَ وَأَدْعُوكَ بِهِ"(سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی اے میرے ربّ! مجھے ایسی چیز بتایئے یا مجھے ایسی چیز کی تعلیم دیجیے یا مجھے کوئی ایسا وظیفہ یا ایسا ذکر بتایئے جس سے میں آپ کا ذکر کرتا رہوں اور دعا کرتا رہوں)"قَالَ"(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) "قُلْ يَا مُوسَى: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ" (کہہ دو اے موسیٰ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں)" قَالَ"(سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے پھر سے عرض کی)"يَا رَبِّ"(اے میرے ربّ)"كُلُّ عِبَادِكَ يَقُولُونَ هَذَا"(اے میرے ربّ! تیرے سارے کے سارے بندے اسی کا ذکر تو کرتے ہیں یہی کلمہ تو پڑھتے ہیں)"قَالَ"(اللہ تعالیٰ نے فرمایا)" يَا مُوسَى" (اے موسیٰ!)"لَوْ أَنَّ"(بے شک اگر)"السَّمَوَاتِ السَّبْعَ"(ساتوں آسمان)"وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِي"(اور ان کی مخلوق بجز میرے)"وَالأَرَضِينَ السَّبْعَ"(اور ساتوں زمینیں)"فِي كِفَّةٍ"(ترازو کے ایک پلڑے میں ڈال دیئے جائیں)"وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ "(اور لا الہ الا اللہ کو)"فِي كِفَّةٍ" (دوسرے پلڑے میں ڈال دیا جائے)"مَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ" (تو لا الہ الا اللہ ان سے زیادہ بھاری ہو جائے گا)۔

"رواه ابن حبان والحاكم وصححه"اسے ابن حبان نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح کہا۔

اس حدیث کے متعلق یہ مشہور ہے کہ یہ ضعیف حدیث ہے اور اس کے ضعف کی وجہ ایک راوی ہیں دراج بن سمعان، یہ دراج بن سمعان محدثین کے نزدیک ذو مناکیر ہے، ذو مناکیر! تو آیئے اس حدیث پر تفصیل سے بات کرتے ہیں کہ کیا واقعی یہ ضعیف ہے یا یہ صحیح ہے علماء کے اقوال اس میں کیا ہیں اور پھر راجح قول کیا ہے اور ایک قاعدہ ہے کہ اگر حدیث کی سند ضعیف ہو اس کے متعلق ایک قاعدہ بھی ہے بہت اہم قاعدہ اس کو بیان کریں گے پھر اہم پیغام اور فوائد جو حدیث کے آخر میں ہیں۔

سب سے پہلے سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان کا نام ہے سعد بن مالک بن سنان بن عبید، کنیت ابو سعید الأنصاری الخزرجی، جو یہ صحابی ہیں خود بھی صحابی ہیں ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ ان کی وفات مدینہ طیبہ میں ہوئی سن 74ھ میں رضی اللہ عنہ و عن الصحابۃ أجمعین۔

حدیث کے بعض الفاظوں کی شرح:

"أَذْكُرُكَ" (یعنی تیرا ذکر کروں تیری حمد و ثناء کروں)۔ "أَدْعُوكَ بِهِ" کیا مطلب ہے؟ (وسیلہ بنا کر دعا کروں) "كُلُّ عِبَادِكَ يَقُولُونَ"، "كُلُّ" کیا ہے کیا فائدہ ہے كُلُّ کا؟ صیغ العموم ہے کہ سارے کے سارے تیرے بندے۔ "يَقُولُونَ هَذَا" کون سے بندے مراد ہیں؟ سارے موحدین سارے بندے جو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سارے بندے سب شامل ہیں "كُل مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" سب شامل ہیں کیونکہ صیغ العموم کُل ہے ناں سب داخل ہیں۔

کیا مطلب تھا یعنی ان الفاظوں کا کیا مقصد ہے؟ مقصد یہ ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے ایک خاص ذکر کی عرض کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ تو سب کہتے ہیں اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ علم نہیں تھا کہ فضیلت نہیں ہے فضیلت کا پتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی کو فضیلت کا پتہ نہیں ہے تو پھر کس کو پتہ ہے! لیکن وہ چاہتے تھے کہ کوئی خاص ذکر ہو کوئی خاص دعا ہو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے۔ اس خاصیت کی وجہ جانتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے خاص سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو چنا کلام کے لیے تو جب ایک خاصیت ملی ایک طرف سے دوسری خاصیت کی گزارش بھی کی کہ ایک ذکر بھی میرے لیے خاص ہو۔

سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں یہ تو خاص ہے لیکن لا الہ الا اللہ ہر موحد کے لیے خاص ہے۔ آپ جانتے ہیں یعنی لا الہ الا اللہ کا ذکر جو ہے وہ ہر موحد کے لیے ہے جس نے لا الہ الا اللہ کو سمجھا اس پر عمل کیا وہ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہو گیا اور جس نے نہ زبان سے پڑھا اور پڑھنے کے بعد اسے سمجھا نہیں اور سمجھنے کے بعد اس پر عمل نہیں کیا تو کلمہ پڑھتے ہوئے بھی وہ خاص لوگوں میں سے نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے۔ "عَامِرَهُنَّ غَيْرِي" (یعنی میرے علاوہ کوئی بھی اگر بنانے والے ہیں تو)۔

آپ دیکھیں زمین کے اوپر لوگ اپنا گھر بناتے ہیں (بنانے والے ہیں کہ نہیں؟) سب کچھ بنانے والے ہیں چیونٹی بھی اپنا گھر بناتی ہے چڑیا بھی اپنا گھونسلہ بناتی ہے تو تعمیر کرنے والے بہت سارے ہیں بہت ساری چیزیں ہیں۔ تو سارے کے سارے پوری کی پوری کائنات ساتوں آسمان ساتوں زمینیں رکھ دیں اگر ساتوں آسمان جانتے ہیں؟ یہ جو آپ پوری گلیکسیز دیکھ رہے ہیں سارا کچھ یہ السماءالدنیا کے نیچے ہے یہ السماءالدنیا ہے ابھی پہلا آسمان ہے پھر دوسرا ہے تیسرا ہے گنتے جائیں ساتوں تک اور ہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے پوری دنیا کو فتح کر لیا!

"كِفَّةٍ" آپ جانتے ہیں ترازو کے پلڑے کو کہتے ہیں۔

"مَالَتْ بِهِنَّ" یعنی "رجحت بهن" یعنی ایک نیچے ہو گیا ایک اوپر ہو گیا جو نیچے ہو گیا وہ راجح ہے جو اوپر ہو گیا وہ مرجوح ہے۔

راجح کہتے ہیں زیادہ بھاری کو زیادہ وزنی کو اس لیے ہم کہتے ہیں راجح قول۔ کیا مطلب ہے؟ زیادہ وزنی زیادہ قوی قول، راجح۔ تو راجح کا لفظ جو ہے وہ قوت (ثقل) میں استعمال ہوتا ہے۔

سوال-جواب:

"وَالأَرَضِينَ السَّبْعَ" اللہ تعالیٰ نے آسمان بھی سات پیدا کیے یہ تو ہم جانتے ہیں زمینیں بھی ساتھ ہیں۔ اب کیسی سات ہیں؟

آپ جانتے ہیں کہ Maximum depth جو انسان جا چکا ہے کتنا ہے؟ 14 کلو میٹر، اس کے آگے کوئی مشینری ٹھہرتی نہیں ہے پگھل جاتی ہے۔ 14 کلو میٹر یعنی یہاں سے کیلو اَربعۃ عشرۃ دیکھا ہے 14 کلو میٹر ہے ناں یہاں سے؟ اتنی depth تک جا سکے ہیں بس اس کے آگے دنیا کی کوئی مشینری کام نہیں کر سکی ابھی تک وہ اس ریسرچ میں ہیں کوئی ایسی چیز اس چیز کے لیے ایجاد کریں کہ وہ زمین کے Core تک پہنچ سکیں 6,700 کچھ کلو میٹر ہے زمین کا سینٹر جو ہے crust سے دور 6,700 کچھ کلو میٹر ہے 14 کلو میٹر تک انسان کی رسائی ہے بس۔ یہ طاقتور انسان جو آج کہتا ہے کہ میں کوئی چیز ہوں 14 کے بعد بے چارے کی ساری کی ساری جتنی بھی ٹیکنالوجی ہے فیل ہو گئی ہے! اب یہ ساتوں زمینیں کیسی ہیں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ہیں؟ جی ہاں! ہیں۔

اس حدیث کے سند کے تعلق سے میں نے بتایا تھا کہ اس میں ایک راوی ہے جو ضعیف ہے یہ جو ضعیف راوی ہے اس کی وجہ سے یہ روایت تو ضعیف ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو بیان کیوں کیا ہے؟ ضعیف روایت ہم کہتے ہیں رہتے ہیں کہ ضعیف روایت ہے ضعیف روایت ہے ہم نے بھی تو وہی کام کیا ہے ناں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وہی کام کیا ہے اب ضعیف روایت لے کر آئے ہیں! اس کی وجوہات:

1۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علم نہیں تھا کہ یہ ضعیف ہے کیونکہ علماء کا اس میں قوی اختلاف ہے کہ یہ ضعیف ہے یا صحیح ہے۔ اب اس کو دیکھیں ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے المستدرک میں اس کو روایت کیا اور اس کو صحیح کہا بغوی نے بھی حاکم رحمہم اللہ کے ساتھ مل کر کہا یہ صحیح ہے۔ امام بغوی نے کہا کہ امام ذہبی رحمہم اللہ نے یعنی ابن حبان نے صحیح کہا، حاکم نے صحیح کہا، امام ذہبی نے صحیح کہا بغوی رحمہم اللہ نے صحیح کہا، الہیثمی نے صحیح کہا ابو یعلیٰ نے بھی صحیح کہا، حافظ ابن حجر رحمہم اللہ نے بھی یہی کہا کہ یہ صحیح ہے۔

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے پتا چلا کہ یہ ضعیف ہے ان کے علاوہ متقدمین میں سے بعض علماء نے کہا یہ ضعیف ہے اور اس کی وجہ میں نے بتائی دراج بن سمعان یہ اس روایت میں موجود ہے اس لیے یہ ضعیف ہے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ اتنے اختلاف کی وجہ سے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علم نہیں تھا کہ یہ ضعیف ہے انہوں نے اس لیے اس کو بیان کر دیا۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت کا ایک دوسرا شاہد بھی ہے مسند احمد میں۔ مسند احمد میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں اور جو نبی ہیں وہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نہیں بلکہ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام ہیں جن کا ذکر ہوا اور باقی کے الفاظ یہی ہیں ملتے جلتے ہیں اس حدیث کے تو اس شاہد سے اسے قوت حاصل ہو گئی تو اس شاہد سے بھی اس کو تقویت مل گئی۔

3۔ تیسری بات یہ ہے اگرچہ ہم مان بھی لیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باب میں کیا صرف اسی حدیث کو بیان کیا ہے اسی حدیث پر اپنا باب باندھا ہے یا اس کو صرف جیسے بیک اپ کہتے ہیں ایک ایکسٹرا چیز ہے ایک زیادہ چیز کو بیان کیا ہے؟ اگر یہ حدیث نہ ہو تو کیا یہ باب ختم ہو جاتا ہے کیا یہ حکم ختم ہو جاتا ہے؟ کیا لا الہ الا اللہ کی فضیلت ختم ہو جاتی ہے؟ نہیں! اصل ہمیشہ آپ آگے بھی دیکھیں گے کہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی کسی بھی شرعی حکم میں کسی ضعیف حدیث کو بیان نہیں کیا اگر کہیں بیان بھی ہوا ہے تو اگر ہم اس کو نکل بھی دیں اس حدیث کو تو حکم ویسے کا ویسا رہے گا کیونکہ اس کی اصل بنیاد قرآن کی آیات اور صحیح احادیث ہیں۔ یہ آپ ہمیشہ دیکھیں گے کوئی کتاب بھی اٹھا لیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تو یہ فرق ہے۔

جو لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں بھئی دیکھیں فلاں کتاب میں صوفیوں کی کتاب ہے یہاں پر ضعیف احادیث ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم لوگوں نے بھی تو یہی کام کیا ہے!

فرق یہ ہے کہ اگر آپ اس ضعیف حدیث کو نکال دیتے ہیں تو آپ کا پورا باب جاتا ہے آپ کا پورا حکم شرعی تبدیل ہو جاتا ہے کیونکہ اس حکم شرعی کی بنیاد یہ ضعیف حدیث ہے۔

سوال: یہ ضعیف حدیث بیان کی ہے انہوں نے تو وجہ کیا ہے ضرورت کیا ہے؟

جواب: میں بتا رہا ہوں آپ کو ناں وجہ ایک یہ ہے کہ اس حدیث میں ایک بہت عظیم بات ہے لا الہ الا اللہ کی آپ عظمت دیکھیں کہ ساتوں زمین اور ساتوں آسمان ایک طرف پوری کائنات ایک طرف، یہ انس جن یہ فرشتے جتنی مخلوقات ہیں ایک طرف اور لا الہ الا اللہ ایک کلمہ ہے بس یہ ایک طرف یہ کم فضیلت ہے لا الہ الا اللہ! تو اس لیے اس کا بیان کیا ہے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مزید فضیلت کو بیان کرنے کے لیے۔

اور دوسری بات یہ ہے ان کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ ضعیف حدیث ہے میں نے بتایا ہے ان کے نزدیک یہ صحیح ہے کیونکہ ان چار پانچ بڑے علماء کے نزدیک یہ صحیح ہے تو انہوں نے صحیح سمجھ کر اس کو روایت کیا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کا جو معنی ہے وہ صحیح ہے۔ حدیث کا معنی غلط ہے کیا؟ سند ضعیف ہے مان لیتے ہیں کیا معنی غلط ہے حدیث کا؟ سب سے عظیم کلمہ کیا ہے سب سے بھاری چیز کیا ہے پوری کائنات میں؟ لا الہ الا اللہ۔ کسی کو بھی شک ہے کسی مومن کو؟ تو پھر صحیح ہے یا غلط ہے؟ معنی صحیح ہے۔ یہاں پر ایک قاعدہ ہے "السند الضعيف لا يضعف المعني صحيح" (ضعیف سند کبھی بھی صحیح معنی کو ضعیف نہیں کر سکتی)۔ اس کی مثال یہ حدیث ہے کہ سند ضعیف ہے معنی صحیح ہے ناں۔ تو معنی ضعیف ہے کیا؟ کوئی مومن کہتا ہے کہ اس پوری کائنات میں لا الہ الا اللہ سے کوئی اور چیز بھاری ہے کوئی کہہ سکتا ہے؟! تو معنی صحیح ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ دوسرا جو قاعدہ ہے وہ "السند الصحيح لا يصحح المعني ضعيف" (اور صحیح سند ضعیف معنی کو صحیح نہیں کر سکتی)۔ یہ ایک پہیلی ہے! صحیح سند ضعیف معنی کو صحیح نہیں کر سکتی اس کی مثال کسی کو آتی ہے؟ شاذ حدیث میں سند صحیح ہوتی ہے کہ نہیں؟ حدیث شاذ کیا ہوتی ہے؟ ایک روایت ہے ایک ثقہ راوی ہے وہ روایت بیان کرتا ہے دوسری روایت میں جو زیادہ ثقہ راوی ہے وہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ دو روایات ہیں دونوں میں تضاد ہے ظاہراً، سنداً اس کی بھی صحیح ہے سنداً اُس کی بھی صحیح ہے تو تضاد کیوں ہے contradiction کیوں ہے؟ دیکھیں راوی معصوم نہیں ہے انسان تو ہے ناں کہیں بھول تو ہو جاتی ہے ناں کسی سے بھی بھول ہو لیکن ہے تو ثقہ۔ ثقہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرشتہ ہے معصوم ہے غلطی نہیں ہو سکتی اس سے۔ اب کون سا تھا؟ ہمیں نہیں پتہ کون سا تھا تو ہم صحیح روایت کو لیں گے اور اس کو ہم کیونکہ اِس کا معنی اُس سے ٹکراتا ہے ضعیف معنی (اس کا معنی ضعیف ہو گیا ناں) اس معنی کو چھوڑ دیں گے اگرچہ سند صحیح ہے تو صحیح سند ضعیف معنی کو صحیح نہیں کر سکتی۔

اب اس کی مثال دیکھیں صحیح بخاری میں بار بار مثال یہ میں نے بیان کی ہے ایک روایت ہے کہ آخرت میں جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں چلے جائیں گے جہنم کیا کہے گی؟ "هَلْ مِنْ مَزِيدٍ" تو جہنم میں خالی جگہ بچ جائے

گی اللہ تعالیٰ اس خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے ایک نئی قوم پیدا کریں گے جہنم میں پھر ان کو سزا دیں گے۔ یہ صحیح بخاری میں ایک روایت ہے۔ اور دوسری روایت صحیح بخاری میں یہ ہے کہ خالی جگہ جو ہو گی وہ جنت میں ہو گی اُس خالی جگہ کو جو جنت میں ہے اُس کے لیے اُس کو پُر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ایک نئی قوم پیدا کریں گے۔ اب جہنم میں خالی جگہ ہے یا جنت میں خالی جگہ ہے؟ خالی دونوں میں ہو گی۔ جہنم میں تیسری روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک رکھیں گے جہنم کہے گی "قَطْ قَطْ" (اب کافی ہو گیا)۔ اور جنت میں جو خالی جگہ ہو گی اُس خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک خاص نئی قوم پیدا کریں گے جو جنت میں چلے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ نہیں؟ جنت تو فضل ہے فضل و کرم ہے اللہ تعالیٰ کا جنت۔ لیکن دوزخ میں کیا ہے ظلم ہے کہ نہیں؟ ایک قوم صرف جہنم کے لیے پیدا کی جائے تو یہ ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے؟ ﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (الکھف:49)۔ تو اس کا معنی درست نہیں ہے کیونکہ شریعت کی بنیادوں سے یہ روایت ٹکراتی ہے کہ جہنم میں خالی جگہ ہو گی اس کے لیے اللہ تعالیٰ قوم پیدا کریں گے۔ تو دیکھا گیا جب دونوں روایات کو رکھا گیا تو دیکھا گیا کہ اس کی سند میں سارے ثقات راوی ہیں جہنم والی روایت کے جنت کے بھی سارے ثقات ہیں لیکن اس کے ثقات زیادہ ہیں جنت والی روایت کے۔ تو یہ جو روایت ہے جہنم والی یہ شاذ روایت ہے جنت والی روایت محفوظ روایت ہے۔ اب آتے ہیں جہنم والی روایت کی طرف سند صحیح ہے کیا صحیح سند نے ضعیف معنی کو صحیح کیا؟ نہیں کیا۔ تو صحیح سند ضعیف معنی کو صحیح نہیں کر سکتی۔

تو ہمارے پاس شریعت کا ترازو ہے اس ترازو کے مطابق اگر ہے تو ٹھیک ہے۔ اس ترازو کے مطابق یعنی شریعت کی بنیادیں ہیں ان کے مطابق اگر کوئی نہیں ہے تو پھر وہ شاذ مانی جاتی ہے یعنی شواذ میں سے ایک یہ وجہ بھی ہے کہ اگر شریعت کے بنیادی قواعد کے خلاف کوئی بھی ایسی روایت ہو۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ اب دیکھیں راوی کی ثقاہت دیکھیں اور اس کے ساتھ ساتھ سچائی ایمانداری دیکھیں کہ اب کسی راوی نے اپنے استاد سے سنا کہ جہنم میں خالی جگہ ہے، تھی تو جنت اس کے استاد سے غلطی سے جہنم کا لفظ نکل آیا جس نے سنا اس نے تصحیح نہیں کی۔ اگر وہ جہنم کی جگہ جنت کا لفظ کہہ دیتا تو جھوٹا ہوتا کہ نہیں کیا خیال ہے؟

یعنی جو اس نے سنا وہی بیان کیا یا اپنا لفظ بیان کیا؟ تو دیکھیں امانت داری جیسے سنا ویسے بیان کیا یہ امانت دیکھیں۔ اور کس پر چھوڑ دیا؟ محققین پر، ہم نے سند بیان کر دی ہے متن بھی بیان کر دیا ہے اب محققین کے ذمے میں ہے وہ اس کو جا کر دیکھیں کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں بعض لوگ کہتے ہیں کہ چلو ایک سے تو غلطی ہو گئی تو دوسرے نے یا تیسرے نے اس غلطی پر کیوں عمل کیا اس کو کیوں ایسے بیان کیا؟ آپ جانتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک کسی نے بھی کسی کے قول کو لفظ کو تبدیل کیا ناں تو اس کی سچائی سچائی نہیں رہتی پھر بڑی مشکل میں پڑ جاتا ہے وہ کہ بھئی تم نے اس کو تبدیل کیوں کیا؟ تم اس کو ایسے ہی رہنے دو سچ اور جھوٹ سب سامنے آجائے گا۔ یہ دین محفوظ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا ہے یہ محفوظ ہے اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود کرے گا قرآن مجید کی حفاظت اور صحیح حدیث کی حفاظت۔ حفاظت ہوئی کہ نہیں ہوئی؟ آج ہم بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

سوال-جواب: یہی میں کہہ رہا ہوں کہ شاذ حدیث ملے گی صحیح بخاری میں ضعیف نہیں ملے گی آپ کو اور شاذ حدیث جو ہے اس کے ضعف کی وجہ سند نہیں ہے اس کے ضعف کی وجہ اس کا متن ہے جو دوسرے متن کی وجہ سے ضعیف ہوئی ہے۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ شاذ حدیث جو ہے وہ تو ہے صحیح بخاری میں۔

سوال: شاذ پر عمل کیا جاتا ہے کہ نہیں؟

جواب: شاذ پر نہیں کیا جاتا شاذ کو اگر دوسری روایت نہ ہوتی تو شاذ جو ہے وہ ایک روایت ہوتی پھر ہم دیکھتے کہ یہ شریعت کی بنیادوں سے تو نہیں ٹکرا رہی ہے پھر اس پر عمل نہیں کیا جاتا یعنی اگر جنت کی روایت نہ ہوتی صحیح بخاری میں تو ہم پھر بھی کہتے یہ شاذ ہے۔ کیوں؟ کیونکہ شریعت کی بنیادوں سے ٹکرا رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظلم تو نہیں کرتا ناں بات یہ ہے۔

وجہ کیا ہے؟ کہ کسی راوی سے غلطی کہیں پر ہوئی ہے اب جو غلطی ان سے ہوئی ہے اس کی تصحیح جو ہے اس کے شاگردوں نے یا اس کے بعد والوں نے نہیں کی انہوں نے جیسا سنا ویسا بیان کر دیا جو محققین ہیں یہ ان کا کام ہے کہ دیکھیں اور محققین نے اس کو واضح بیان کر دیا ہے۔ تو اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ صحیح بخاری میں صحیح احادیث ہیں ساری سوائے بعض احادیث شاذۃ کے۔ بہت کم ہیں حدیث شاذ موجود ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہے دوسری روایت جس کی وجہ سے وہ شاذ ہے وہ بھی موجود ہے صحیح بخاری میں ۔یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امانتداری سے کام کیا انصاف سے کام کیا جیسے پوری سند ملی پوری سند کو بیان کر دیا اپنے آپ سے شروع کر کے اپنے استاد سے آخر تک۔ اب جس کو کوئی مسئلہ ہے تو سند کو دیکھ لے کہ کیسے لوگ ہیں، اگر روایت کو ضعیف کرنا چاہتے ہیں تو سند کو دیکھ لیں۔

اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اہم جو بڑا اچھا کام کیا اپنی کتاب میں وہ یہ ہے کہ سند کی طرف توجہ دی ہے کیونکہ ہمیں یہ علم کہاں سے ملا؟ لوگوں سے ملا اس سلسلے سے ملا جو یہ پوری چین ہے صحابی ہے پھر تابعی ہے پھر ان کے شاگرد ان کے شاگرد ان

کے شاگرد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک۔ تو انہوں نے اسی پر زیادہ زور دیا اگر ان کو شک پڑتا کہ یہ فلانہ راوی جو ہے یہ ضعیف ہے تو اس سے نہ لیتے بالکل کم سے کم اپنی صحیح بخاری میں نہ لکھتے الادب المفرد میں یا دوسری کتابوں میں وہاں پر لکھ دیتے اس میں نہ لکھتے کبھی۔ تو جو بعد میں آنے والے ہیں جنہوں نے یہ تحقیق کی اور دیکھا ہے کہ اس میں ٹکراؤ ہو رہا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس سے بَری ہیں انہوں نے تو پوری سند بیان کر دی ہے اب وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس روایت کو میں نہ بیان کروں کیسے ایسا کر سکتے تھے! اور دوسری روایت جو جنت والی ہے اس کو بھی بیان کر دیا تاکہ بات بالکل واضح ہو جائے۔

انہوں نے زیادہ تر یاد رکھیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کام کیا ہے سند پر کیا ہے تو سند کی اہمیت ہمیشہ یاد رکھیں زیادہ اہم ہے کیونکہ جن لوگوں نے متن پر اعتماد زیادہ کیا ہے ان کی اکثر حدیثیں ضعیف ہیں یاد رکھیں۔ اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جو سب سے تمیز ہے باقی کتابوں سے سند پر جو انہوں نے زور دیا ہے سند کے اعتبار سے اس لیے ان کی کتاب سب سے زیادہ صحیح ہے۔

سوال-جواب: کہ صحیح بخاری میں سے نکال دیں یہ آپ کہتے ہیں؟ یاد رکھیں علماء نے جو کام کیا ہے کسی کا حق نہیں بنتا کہ اس میں کوئی تبدیلی کرے عام ہمیشہ یہی انصاف ہے کہ اس کو ایسے ہی رہنے دیں اور اس کی غلطی بیان کریں کہ کہاں پر غلط ہوا ہے اور اس غلطی کی وجہ بھی بیان کریں۔

اب فقہ کی کتابیں دیکھیں بہت غلطیاں ہیں فقہ کی کتابوں میں کیونکہ اکثر اجتہادی مسائل تھے اور مجتہدین کے پاس سب دلائل موجود نہیں تھے تو انہوں نے اپنے اجتہاد پر مسئلہ بیان کر دیا جب دلیل سامنے آئی کتاب تو لکھی جا چکی تھی اگر اس کو تحریف کر دیا جائے یہ بھی ہو سکتا تھا لیکن یہ بات ناانصافی کی تھی۔

انصاف کیا ہے؟ اس بات کو ویسے ہی رہنے دیں لیکن اس کا حق اور باطل بیان کر دیں کہ یہاں پر غلطی ہوئی ہے اُن کا جواب یہ تھا ہمارا جواب یہ ہے اس کی یہ دلیل ہے۔ انصاف ہوا کہ نہیں؟ یہ انصاف ہے۔ تو اس طریقے سے آپ آگے بڑھ سکتے ہیں ورنہ تو کوئی کتاب نہ رہتی۔ آپ کے نزدیک یہ درست نہیں ہے، میرے نزدیک یہ درست نہیں ہے، اُن کے نزدیک وہ درست نہیں ہے تو ہر پرنٹنگ پریس اپنی اپنی مرضی سے کچھ نہ کچھ نکال دیتا تو رہتا کیا کتاب میں سے! اس لیے کتاب التوحید دنیا میں جہاں بھی دیکھیں آپ یہی کتاب ہو گی یہی روایت ہو گی ساری۔ جس میں سے ایک نہیں ہو گی کوئی خریدے گا اسے؟ کیوں؟ کیونکہ کہے گا کہ یہ نہیں ہو گی تو دوسری بھی نہیں ہو گی تو اس پرنٹنگ پریس سے آپ لیں ہی نہیں۔ کیوں؟ بدنام ہو جائے گا پرنٹنگ پریس۔ تو اس لیے یہ انصاف ہے تو سارے کے سارے ایسے ہی رہیں گے۔

تو یہاں پر ایک یہ فائدہ ہوا کہ اگر معنی صحیح ہے تو حدیث پر عمل کیا جاتا ہے، معنی صحیح ہے تو اس معنی پر عمل کیا جاتا ہے اس حدیث پر نہیں کیونکہ حدیث تو ضعیف ہے۔ بات سمجھ آئی؟

سوال: اگر اس کی کے تعلق سے اگر کوئی حدیث آتی ہے جس کی سند ضعیف ہے لیکن متن صحیح ہے تو کیا اس پر عمل کریں گے؟

جواب: متن کیسے صحیح ہے متن کیسے صحیح ہو گا؟! اب معنی دیکھیں ایک سند ہے ایک معنی ہے معنی صحیح ہے تو اس پر عمل تو کریں گے۔ کیوں کریں گے؟ حدیث کی وجہ سے نہیں اس معنی کی صحت کی وجہ سے کیونکہ آپ کے پاس ایک بیک گراؤنڈ ہے شریعت کا اس کے مطابق ہے کہ ایک ترازو ہے آپ کے پاس اس کے اندر اترتا ہے کہ نہیں۔ دیکھیں راوی جو ہیں میں نے بتایا ہے کہ یہ سارے معصوم نہیں ہیں کبھی کبھی انسان سے غلطی ہو جاتی ہے لیکن انہیں overall دیکھا ہے کہ یہ جو راوی ہیں سارے کے سارے ثقہ ہیں صحیح ہیں۔

یعنی سو حدیثیں مثال کے طور پر ٹیسٹ کیسے کرتے ہیں جانتے ہیں آپ روایت کا ٹیسٹ کیسے ہوتا تھا؟ مثال کے طور پر سو روایات ہیں۔ کتنی آتی ہیں؟ مجھے سو آتی ہیں۔ ابھی سنیں آپ سے لکھ لیں پھر مہینے کے بعد آپ کا شاگرد یا کوئی بھی آپ کو ملے گا بھئی فلان مجھے حدیثیں سنائیں۔ آپ یقین رکھیں ایک ایک حرف وہی ہوتا ایک مہینے کے بعد! سو حدیثیں دو سو حدیثیں جتنی بھی احادیث وہ سناتے تھے ایک حرف اوپر نیچے نہیں، پھر تیسری مرتبہ چار پانچ مہینے کے بعد۔ اگر بار بار ایسے ہوا تو اس کی ذہانت میں ثقاہت میں کوئی شک ہے یا حافظے میں کوئی شک ہے؟ عدالت تو ہمیں پتہ ہے حافظے کا یہ ٹیسٹ ہوتا تھا۔

اچھا اگر سو میں سے دس غلطیاں ہو گئی ہیں نوّے باقی ہیں پھر بھی حافظہ صحیح ہے کہ نہیں؟ صحیح ہے میرے بھائی! ضعیف اس کا ہوتا ہے جو سو میں سے بیس مشکل سے بیان کرے تیس مشکل سے بیان کرے۔ کیا دونوں برابر ہیں؟ اس لیے سب سے بلند حافظہ سب سے بلند درجے گا، اس سے کم درجے کا حافظہ پھر ضعیف حافظہ۔ جو ضعیف حافظہ ہے وہ تو ہے ضعیف جو سب سے بلند حافظہ ہے وہ صحیح ہے، جو اس سے تھوڑا سا کم ہے وہ حسن ہے۔

اب حسن اور صحیح میں کیا فرق ہے؟ ساری شرطیں حسن کی صحیح والی ہیں سوائے ایک کے کہ حافظہ تھوڑا سا کم ہے صحیح والے میں سے وہ ثقہ ہے یہ صدوق ہے۔

اس عظیم حدیث کی میں مختصر سی شرح بیان کرتا ہوں:

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے تعلق سے ایک پیارا قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے کلیم تھے اپنے ربّ سے مناجات کرتے ہوئے گفتگو کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض

کی طلب کیا اللہ تعالیٰ سے کہ اللہ تعالیٰ ! مجھے ایک ایسی دعا ایک ایسا ذکر عطا کیجیے جس سے میں دعا کرتے وقت وسیلہ بنا کر آپ کی نزدیکی آپ کا قرب حاصل کر سکوں۔ تو ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی اس عرض کو پورا کرتے ہوئے سب سے بلند اور سب سے عظیم ذکر جو ہے اس کی طرف متوجہ فرمایا اور فرمایا کلمۂ اخلاص ہے لا الہ الا اللہ جس میں صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر ہے اور پوری کائنات کی خلق کی وجہ یہی لا الہ الا اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

تو سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کیونکہ وہ جانتے تھے کہ پوری دنیا سارے لوگ اس کو جانتے ہیں اور سب کہتے ہیں تو اگر وہ بھی وہی ذکر بے ہمیشہ کرتے تھے پہلے ابھی بھی کریں گے تو کیا فرق پڑ جائے گا! کوئی خاص ذکر کوئی اور نہیں ہے جسے میں اپنے لیے خاص سمجھوں تو نے مجھے کلیم بنایا ہے خاصیت بخشی ہے ایک اور کرم کر دے ایک اور خاصیت بخش دے ایک اور خاص ذکر عطا فرما دے؟ تو ربّ ذوالجلام سبحانہ وتعالیٰ نے بیان کیا کہ یہی خاص ذکر ہے لا الہ الا اللہ اسی میں خاصیت ہے۔ اور یہ سب سے پیارا اور پسندیدہ ذکر ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بلند ذکر "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"۔

تو ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی توجہ مزید اس طرف ٹھہرنے کے لیے کہ اس کلمے کی عظمت کیا ہے ایک مثال بیان کی ہے کہ اے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ! اگر پوری کائنات کو ایک پلڑے میں رکھ دے ترازو کے اور اس کلمہ توحید کو رکھ دے ترازو کے دوسرے پلڑے میں "مَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" یہ زیادہ بھاری ہیں یہ زیادہ طاقت رکھتے ہیں اور پوری کی پوری کائنات جو ہے ان کا وزن اس کلمے کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی اس بات کو سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے قبول فرمایا اور زندگی ساری لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے رہے۔

اس حدیث میں جو اہم فائدے ہیں:

1۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی فضیلت کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں۔

2۔ کسی بھی شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ اسے کوئی خاصیت بخشے۔

3۔ سارے کے سارے پیغمبر علیہم الصلاۃ والسلام علم غیب مطلق نہیں جانتے صرف اتنا علم غیب جانتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

4۔ کلمہ توحید ذکر بھی ہے اور دعا بھی ہے، صرف ذکر نہیں ہے یاد رکھیں ذکر بھی ہے اور دعا بھی ہے یعنی اگر آپ صرف لا الہ الا اللہ پڑھتے رہیں تو دعا بھی ہے اور ذکر بھی ہے۔ دعا طلب ہم سمجھتے ہیں ناں بار بار کہ ہم کچھ مانگیں گے آپ کے دل کے اندر جو مراد ہے صرف لا الہ الا اللہ پڑھتے رہیں وہ بھی پوری ہو جائے گی یعنی لا الہ الا اللہ وہ ذکر بھی ہے اور دعا بھی ہے۔

5۔اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں کما یلیق بجلالہ سبحانہ وتعالی۔ کیوں؟

ا۔ایک تو سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کلیم اللہ ہیں یہاں سے لیتے ہیں۔

۲۔"قَالَ اللہ"(اللہ تعالیٰ نے فرمایا)۔جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں کہ نہیں؟

6۔یہ رد ہے معطلہ کا معطلہ کیا کہتے ہیں جہمی، معتزلی، اشعری کہ اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرماتا یا کلام مخلوق ہے، الرد علی المعطلہ۔تو یہ بھی فائدہ ہے کہ جب بھی صفت کلام کا ثبوت کریں یا کوئی بھی صفت کا ثبوت ہو تو دوسرا پوائنٹ جو ہے اس کے بعد والا معطلہ کا رد۔معطلہ ہیں ناں سارے تینوں کو معطلہ کہتے ہیں معتزلہ ان میں شامل ہیں معطلہ میں، معطلہ میں تین بتائے ہیں میں نے ناں جہمی ، معتزلہ اور اشاعرہ۔اجمالی طور پر بجائے اس کے کہ ہم سب کے نام الگ الگ لیں معطلہ کہ جس نے بھی تعطیل کی جس نے بھی انکار کیا اس صفت کا تو اس کا رد ہے کہ نہیں؟اس صفت کا بھی کیونکہ اشاعرہ سات صفات تو مانتے ہیں ناں باقی تو نہیں مانتے بلکہ وہ کلام جو مانتے ہیں اس کا فائدہ کیا ہے آدھا مخلوق ہے آدھا مخلوق نہیں ہے تو وہ بھی ان میں شامل ہو گئے ناں۔

سوال: مفوّضہ وہ بھی شامل ہیں ان میں وہ معنی نہیں مانتے؟

جواب: مفوّضہ ہاں! وہ معنی نہیں مانتے وہ بھی شامل ہیں کیونکہ تفویض تعطیل ہے یہ لوگ مانتے تو نہیں ہیں معنی نہیں مانتے تو فائدہ کیا ہے۔

7۔اس کا ثبوت کہ آسمان سات ہیں اور ان میں بھی مخلوق ہے۔

8۔زمینیں سات ہیں آسمانوں کی طرح۔

9۔سارے اعمال برابر نہیں ہوتے اعمال کا آپس میں تفاضل ہے۔

10۔لاالہ الااللہ کی عظمت اور فضیلت۔

11۔اللہ تعالیٰ کی صفت علو کا ثبوت اللہ تعالیٰ بلندی پر ہیں۔

12۔"الاعمال توزن یوم القیامۃ" کہ اعمال کا وزن ہو گا قیامت کے دن۔

13۔صوفیوں کا رد۔

صوفیوں کا رد کہاں سے آ گیا کوئی بتا سکتا ہے؟ یہ فائدہ کہاں سے نکالا؟ وحدت الوجود کا رد اس میں ہے کہ خالق اور مخلوق ایک نہیں ہیں، وہ ٹھیک ہے لیکن ذکر کے تعلق سے أَفْضَلُ الذِّكْرِ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ اللہ ھو اللہ ھو نہیں ہے۔

ایک اور بھی رد ہے بدعت سے تعلق ہے اس کا کہ اگر کسی کے لیے جائز ہوتا کہ کوئی بھی ذکر ایجاد کر سکتے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے نبی نہیں ہوتے! سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے لیے اپنی طرف سے کوئی ذکر ایجاد کیا یا اللہ تعالیٰ سے مانگا اللہ تعالیٰ سے طلب کیا اللہ تعالیٰ مجھے ذکر عطا کیجیے؟ اگر اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کوئی ذکر ایجاد نہیں کر سکتا تو ان کے بعد وہ کون سے لوگ ہیں جو ذکر ایجاد کر سکتے ہیں رد ہے کہ نہیں؟!

یہ ترازو جو ہے یہ اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے ترازو کی کہ اگر زمین اور آسمان کو ایک ترازو پر رکھ دیا جائے اور لا الہ الا اللہ کو ایک ترازو پر رکھ دیا جائے تو یہ زیادہ بھاری ہوں گے۔

سوال: کون رد کرتا ہے اس کا کون انکار کرتا ہے میزان کا؟

جواب: یہ تو ہیں فرقے ایسے جو دجال کے نکلنے کا، میزان کا وہ کہتے ہیں میزان جو ہے وہ معنوی میزان ہے حسی میزان نہیں ہے تو ان کا ذکر آئے گا پوری تفصیل سے ان شاءاللہ پورا بیان کریں گے۔

اگلی حدیث میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"وَلِلتِّرْمِذِيِّ وَحَسَّنَهُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ الله تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُولُ قَالَ اللهُ تَعَالَى" (اور ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن کہا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا "سَمِعْتُ" میں نے سنا "رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم" اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے میں نے سنا "قَالَ اللهُ تَعَالَى" اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یعنی حدیث قدسی)) "يَا ابْنَ آدَمَ" (اے آدم کے بیٹے!) "لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا" (اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ کر کے آئے) "ثُمَّ لَقِيتَنِي" (پھر تو اس حال میں مجھ سے ملے) "لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا" (کہ تو میرے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو) "لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً" (تو میں اسی قدر مغفرت اور بخشش لے کر تیرے پاس آؤں گا)۔

یہ حدیث جو ہے ایک لمبی حدیث ایک عظیم حدیث کا ٹکڑا ہے چھوٹا سا تو میں پوری حدیث بیان کروں گا پھر اس حدیث میں سے جو اہم فوائد ہیں وہ نکالیں گے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہوں نے فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا "يَا ابْنَ آدَمَ" (اے آدم کے بیٹے!) "إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي" (جب تک تو مجھے پکارتا رہے اور مجھ ہی سے امید رکھتا رہے) "غَفَرْتُ لَكَ" (میں تیری مغفرت کر دوں) "عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ" (جو کچھ بھی تجھ سے ہو) "وَلَا أُبَالِي" (اور میں پرواہ بھی نہ کروں)

"يَا ابْنَ آدَمَ" (اے آدم کے بیٹے!) "لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ" (اگر تیرے گناہ آسمانوں کی بلندیوں کو چھو لیں) "ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي" (پھر تو استغفار کرلے اور توبہ کرلے) "غَفَرْتُ لَكَ" (میں تیری مغفرت کردوں اور تجھے معاف کردوں) "يَا ابْنَ آدَمَ" (اے آدم کے بیٹے!) "إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً"۔ اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا حسن کہا اور اس کے شواہد مسلم اور احمد میں بھی ہیں۔

اس عظیم حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں اسے کہتے ہیں حدیث قدسی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں "يَا ابْنَ آدَمَ" (اے آدم کے بیٹے!) "إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي" اب دیکھیں پکار کی عظمت دیکھیں کہ جب تک تو صرف مجھے پکارتا رہے گا۔ "وَرَجَوْتَنِي" اور مجھ ہی سے امید کرتا رہے گا کسی اور سے نہیں۔

اگر تم واقعی آدم کے بیٹے ہو تو پھر تمہیں سننا پڑے گا مومن، کافر جتنے بھی ہیں جو بھی انسان ہیں اچھی طرح سن لیں کہ دعا، پکار اور امید یہ عبادات ہیں ان کا حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کسی اور کو کبھی نہ پکارنا کسی اور کے ساتھ اپنی امیدیں وابستہ کبھی نہ کرنا سب دھوکا دے سکتے ہیں سب کمزور ہیں ضعیف ہیں محتاج ہیں سوائے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کے جب بھی یہ دامن پھیلے تو اس ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے پھیلے۔ جب تک تو یہ دو عمل کرتا رہے گا ناں دعا، پکار اور امید اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر ساری کی ساری عبادات "غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أُبَالِي" میں تیری مغفرت کردوں تجھ سے جو کچھ بھی ہو جائے "وَلَا أُبَالِي"۔ کیا شرک بھی ہو سکتا ہے؟ شرک نہیں ہو سکتا کبھی۔ کیوں؟ دعا، پکار، امید دیگر عبادات ساری کی ساری تو آگئی ہیں تو شرک نہیں ہے یہاں پر۔ باقی جو گناہ ہیں گناہ کبیرہ جو ہیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے فضل و کرم سے معاف کردے اور اللہ تعالیٰ چاہے اپنے عدل و انصاف سے تو اسے سزا دے جب تک کہ اس کے گناہ پاک نہیں ہوتے۔ "وَلَا أُبَالِي" میں پرواہ بھی نہیں کروں گا۔

اے آدم کے بیٹے! کیونکہ بعض لوگ سمجھیں گے کہ ارے! ابھی تک تو اتنے گناہ کر چکا ہوں میں ارے! اتنے گناہ کر چکا ہوں میں تو اللہ تعالیٰ نے پہلے جواب دے دیا اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیئے جائیں اور آسمان کو چھو لیں "ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي" پھر تو اس حال میں مر جائے کہ تو نے توبہ کرلی ہے "غَفَرْتُ لَكَ" تیرے سارے کے سارے گناہ معاف کر دوں۔ ارے! آسمان کو چھو رہے ہیں گناہ پہاڑوں جتنے نہیں ہیں یاد رکھیں پہاڑ پھر بھی نیچے ہیں یہ اتنے گناہ ہیں کہ آسمان کو چھو رہے ہیں۔ یعنی کوئی سوچے کوئی ایسا انسان ہے دنیا میں اس نے کیا خیر کیا ہو گا پتہ نہیں جس کے گناہ اتنے ہیں کہ آسمان کو چھو رہے ہیں! لیکن اس نے توبہ کرلی ہے اور فوراً مر گیا ہے سارے کے سارے گناہ معاف۔ باقی اللہ تعالیٰ چاہے ﴿يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ

حَسَنٰتٍ﴾(الفرقان:70) اللہ تعالیٰ چاہے تو جو گناہ آسمان کو چھو رہے تھے وہ ساری کی ساری نیکیاں ہوں گی جو آسمان کو چھو رہی ہوں گی اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید کبھی نہ ہونا﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾(الزمر:53)۔اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت عظیم ہے فضل و کرم بہت عظیم ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ کا۔

ہم گناہ گار ہیں خطاکار ہیں، محتاج ہیں ضعیف ہیں کمزور ہیں پاؤں پھسل جاتے ہیں لیکن سنبھالنے والا وہ ربّ ذوالجلال ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے استغفار کا استغفار ہم نے کرنا ہے معاف اس ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ نے کرنا ہے یہ الگ بات ہے کہ ہمیں مانگنا نہیں آتا ہے اچھے طریقے سے لیکن ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ کو دینا بہت اچھے طریقے سے آتا ہے یہ ہمیں یقین ہے۔

''يَا ابْنَ آدَمَ''اے آدم کے بیٹے! "إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا"اگر تیرے گناہ اتنے ہو جائیں کہ زمین پر بچھا دیئے جائیں تو پوری زمین کو ڈھانپ لیں زمین کی ریت کے برابر گناہ ہی گناہ ہوں لیکن تیری موت اس حالت میں ہوئی ہو کہ تو نے کبھی شرک نہ کیا ہو۔جتنے تیرے گناہ تھے جنہوں نے زمین کو ڈھانپا ہوا تھا پوری زمین کو کَور کیا ہوا تھا اتنی مغفرت تیرے لیے لے کر آؤں میں۔شرک نہیں کیا بس؟جی ہاں! شرک نہیں کیا۔ارے! شرک اتنی بڑی مصیبت ہے؟جی ہاں! شرک اتنی بڑی مصیبت ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے اور کلمہ توحید کا اتنا بڑا فضل ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہیں۔

اس میں جو صیغہ استعمال کیا گیا ہے کون سا ہے" ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً"؟ نکرة في سياق النفي تفيد العموم۔ یہ حکم نہیں ہے لَا تُشْرِكْ نہیں ہے یہاں پر جو ہے کیونکہ آپ دیکھیں کاف کے اوپر ضمہ ہے نہی نہیں ہے یہ نفی کے لیے ہے۔یعنی کسی بھی چیز کو شریک نہیں ٹھہرایا یہ فائدہ ہوتا ہے صیغ العموم کا''عام ''کوئی بھی چیز نہیں ہے۔"شَيْئًا" نکرة ہے اور "لَا" نافیہ ہے یعنی کوئی چیز نہیں ہے۔پتھر ہے درند ہے پرند ہے فرشتہ ہے نبی ہے ولی ہے جو کچھ بھی ہے کوئی بھی نہیں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا اس حالت میں موت آگئی ہے اور بہت زیادہ گناہ ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بہت وسیع ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو جتنے تیرے گناہ تھے اتنا ہی اپنے فضل و کرم سے تمہیں نیکیاں عطا فرما دے۔

اس حدیث عظیم کا جو اہم پیغام ہے وہ یہ ہے کہ یہ انسان دیکھ لے زندگی انسان کی گزرتی رہی ہے گزر رہی ہے جیسی بھی گزر رہی ہے اور یاد رکھیں اگر اس کی موت شرک پر ہو گئی ناں تو اس کی دنیا میں بھی ناکامی تھی اور آخرت میں بھی ناکامی ہے لیکن اگر اس کی موت کلمہ توحید پر ہوتی ہے لا الہ الا اللہ پر ہوتی ہے تو یاد رکھیں اس کی کامیابی ہی کامیابی ہے۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف،انس بن مالک بن النضر الأنصاری الخزرجی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم نبی رحمت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی خدمت دس سال کی اور ان کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خاص دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے مال میں اور ان کے عیال میں برکت ڈال دے اور ایک روایت میں عمر کا لفظ بھی آیا ہے، ان کی وفات سن 93ھ میں ہوئی بصرۃ کے اندر۔

اس حدیث کے اہم فائدے:

1۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا اور امید کرتا رہے۔

2۔ دعا، پکار اور امید کی اہمیت۔

3۔ دعا، پکار اور امید عبادات ہیں جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہیں اسی طریقے سے ساری کی ساری عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے صرف کرنا توحید عبادت کی حقیقت ہے۔

4۔ توبہ اور استغفار کی اہمیت۔

5۔ توبہ اور استغفار سے سارے کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

6۔ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا ثبوت قَالَ اللّٰہُ حدیث قدسی جو ہے اس میں قَالَ اللّٰہُ کہتے ہیں ناں تو یہ صفت کلام ہے اللہ تعالیٰ کی کما یلیق بجلاله سبحانه وتعالى۔

7۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور رحمت بہت وسیع ہے۔

8۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت لوگوں کے اوپر اور شفقت لوگوں کی ماؤں سے بھی زیادہ ہے۔

جو مائیں اپنے بچوں پر رحم اور شفقت کرتی ہیں ناں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم اور شفقت فرماتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ ان کو عذاب دیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو غصہ تب آتا ہے جب یہ بندہ نافرمانی کرتا ہے یا عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے تو جب ایسے بندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے آگاہ کرتا ہے کہ توبہ کر لو تاکہ میں تیرے سارے گناہ مٹا دوں۔

9۔ گناہ جتنے بھی بڑے ہوں وہ معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ شرک اکبر اور اصغر سے بچا جا سکے جو شرک سے بچ گیا تو وہ زیادہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے۔

10۔ توحید خالص کی کوئی نہ کوئی نشانی ضرور ظاہر ہوتی ہے بندوں پر اور سب سے بڑی نشانیاں "اتباع الأوامر اور اجتناب النواہی" اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرنا اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اس سے رک جانا۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کا حکم دیا، نماز کا حکم دیا، زکوۃ کا حکم دیا، روزے کا حکم دیا، حج کا حکم دیا سب سے آگے آگے شرک سے منع کیا یہ نہیں کہنا کہ نہیں یہ تو شرک نہیں شرک تو وہ ہے، نہیں! شرک سے منع کیا ہر قسم کے شرک کو چھوڑ دیا جس میں خدشہ بھی ہے اس کو بھی چھوڑ دیا۔

بھئی شرک کی ضرورت کیا ہے! اگر توحید یااللہ مدد میں ہے اور شرک یارسول اللہ مدد میں ہے اور بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نہیں یہی توحید ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں اس میں شرک ہے تو اس کشمکش میں پڑنا ہی کیوں ہے آخر مشکل کیا ہے کہ تیری زبان سے یارسول اللہ مدد کی بجائے یااللہ مدد کیوں نہیں نکلتا؟!

یہ نشانی ہے دیکھیں توحید خالص کی یہ نشانی ہے کہ جب بھی کہیں پر کوئی خدشہ ہوتا ہے توحید میں دور سے بھی اگر کوئی خدشہ ہوتا ہے تو اس کی طرف جاتے ہی نہیں ہیں اپنی زندگی کو وہ شریعت کی حد کے اندر سمیٹ لیتے ہیں اگرچہ لوگوں کو یہ نظر آئے کہ بے چارے سمٹے ہوئے لوگ ہیں یہ یہ بڑی تنگ زندگی گزار رہے ہیں لیکن اللہ کی قسم کھا رہا ہوں جتنی کشادگی توحید میں ہے کسی اور چیز میں نہیں ملے گی آپ کو۔

11۔ خوارج اور معتزلہ کا رد جو کبیرہ گناہوں سے کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ یہاں پر کبیرہ گناہ ہو رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ معاف کر رہے ہیں کہ نہیں؟ معاف کر رہے ہیں۔ اور کفر اللہ تعالیٰ کبھی معاف کرتا ہے؟ کفر معاف نہیں ہوتا کبھی یاد رکھیں۔ ہاں! توبہ ہو گی لیکن توبہ کی بات نہیں ہو رہی کیونکہ حدیث کے پہلے الفاظ ہیں کہ اگر توبہ بھی نہ کرے پھر بھی اللہ تعالیٰ معاف کر دے یاد رکھیں کیونکہ خوارج اور معتزلی کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ جس نے کیا ہے وہ کافر ہے بات ختم ہو گئی ہے اس کی واپسی کا راستہ ہی نہیں ہے۔

12۔ توحید خالص پر موت شرط ہے کہ اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں یا معاف کر دیئے جائیں لیکن اس مسئلے میں تفصیل ضرور ہے تفصیل یہ ہے:

۱۔ جس کی موت شرک اکبر پر ہوئی اس کے لیے جہنم واجب ہو گئی یہ پہلی صورت ہے۔

۲۔ دوسری صورت، جس کی موت شرک اکبر پر تو نہ ہوئی لیکن تھوڑا سا شرک اصغر ہے اس کے پاس (اکبر بالکل نہیں ہے) اور اس کی اچھائیاں اتنی زیادہ ہیں اور بدکاریاں بہت کم ہیں تو ایسے شخص کو بھی اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔

پہلی حالت میں تو شرک اکبر ہے شرک اکبر والا ہے تو اس کے لیے جہنم واجب ہے بات ختم ہو گئی دوسرا قول ہے ہی نہیں۔ دوسری حالت ایسی ہے شرک کے تعلق سے کہ شرک اکبر تو بالکل ہے ہی نہیں لیکن شرک اصغر جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا، نبی کی قسم، ولی کی قسم، منہ سے نکل گیا ہے یا کسی بچے کے سر پر ایسے ہاتھ رکھ کر قسم کھالی، ماں کی قسم کھالی فلان کی قسم کھالی، پنجتن پاک کی قسم فلان کی قسم یعنی کسی بھی چیز کی قسم کھالی تو غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے لیکن شرک اصغر ہے یاد رکھیں دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کر دیتا۔

تو ایک شخص کے شرک اکبر سے تو نجات حاصل کر لی دنیا میں اور مر گیا شرک اصغر سے توبہ نہیں کی اس نے لیکن اس کی اچھائیاں بہت زیادہ ہیں اور اس کی بدکاریاں بہت کم ہیں ایسا شخص بھی اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے فضل و کرم سے اس کو معاف کر دے اور چاہے تو اس کو اتنی سزا دے جتنے اس کے گناہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے وہ جیسا کہ عام کبیرہ گناہ ہیں شرک اصغر بڑے گناہوں سے بھی بڑا گناہ ہے اکبر الکبائر ہے لیکن کفر نہیں ہے یہ یاد رکھیں۔

سوال: شرک اصغر جب بندہ کر رہا ہے۔ تو توحید ختم نہیں ہوتی؟

جواب: نہیں نہیں شرک اصغر سے توحید میں کمی ہوتی ہے ختم نہیں ہوتی یاد رکھیں کمی تو ہوتی ہے ایمان کی کمی تو ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے ریاکاری جو ہے ریاکاری ہے باقی یہ سب شرک اصغر ہیں۔

ایک شخص ریاکاری پر مر گیا کیا اس کی ساری توحید ختم ہو گئی دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا وہ؟

نہیں! ریاکاری کا وہ عمل تو باطل ہے جس پر اس نے ریاکاری کی ہے اور اس کی توحید میں بھی کمی ہے ایمان میں بھی کمی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور شرک اصغر کا نام اصغر چھوٹا نہ سمجھیں یہ اکبر الکبائر سے بھی بڑا کبیرہ ہے یاد رکھیں۔ یعنی سود ہے سود کا کم سے کم درجہ ایسا ہے جیسے کسی شخص نے ماں سے نعوذ باللہ زنا کیا ہے سود کا کم سے کم درجہ ہے شرک اصغر اس سے بھی بڑا ہے۔

۳۔ تیسری صورت اگر کوئی شخص ایسا ہے جس نے شرک اکبر سے تو نجات حاصل کر لی اس کے پاس کچھ شرک اصغر بھی ہے اور کچھ برائیاں بھی ہیں اچھائیاں کم ہیں نیکیاں بہت کم ہیں تو ایسا شخص جہنم کا مستحق ضرور ہے اب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر یہ جہنم میں داخل بھی ہو گا اس میں ہمیشہ کے لیے نہیں رہے گا جہنم سے نکلے گا ضرور۔ وہی بات جو کبیرہ گناہ کی ہوئی اب اسی کو یاد کریں گے تو یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

13۔ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور آخرت کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات بھی ہونی ہے قیامت کا دن بھی آنے والا ہے موت کے بعد دوبارہ زندگی بھی ہے۔

14۔ صیغ العموم کی اہمیت اور قرآن اور سنت میں جب بھی شرک کا ذکر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے صیغ العموم سے اس کا ذکر کیا تاکہ پتہ چلے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہرانا۔

15۔ حدیث قدسی کا ثبوت کہ حدیث قدسی بھی ہوتی ہے۔

16۔ دین اسلام کی سب سے بڑی بنیاد ہے "لا الہ الا اللہ" کلمہ توحید جو اس بنیاد سے غافل ہے تو وہ اپنے آپ کو دیکھے وہ کیسا مسلمان ہے۔

اس پر اکتفا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں علم نافع اور علم صالح کی توفیق عطا فرمائے قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ہمیں ہماری ذرّیت کو اور سب مسلمانوں کو شرک، بدعات اور خرافات سے نجات عطا فرمائے۔ آمین۔

سوال: عام حدیث اور حدیث قدسی میں فرق؟

جواب: دیکھیں عام حدیث اور حدیث قدسی میں فرق کہ قرآن مجید ہے سب سے پہلے پھر حدیث نبوی ہے پھر حدیث قدسی ہے۔ قرآن مجید میں معنی اور لفظ اللہ تعالیٰ کا ہے، عام حدیث میں معنی اور لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور حدیث قدسی میں معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کیونکہ وحی کی قسمیں ہیں۔

نبی کا خواب بھی سچا ہوتا ہے نبی کا خواب بھی وحی ہوتی ہے کہ نہیں؟ اب جو خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں اس کو بیان کیا ہے معنی کس کا ہے؟

معنی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور الفاظ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں یعنی خواب میں ایک اشارہ ملا ہے اس اشارے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پوری تفصیل بیان کی ہے معنی بھی اپنا استعمال کیا اور لفظ بھی اپنا استعمال کیا ہے۔ پورا خواب بھی بیان ہوتا ہے لیکن میں معنی کی بات بیان کر رہا ہوں یعنی معنی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو معنی لیا ہے وہی سو فیصد بیان کیا جائے۔ ایک معنی ہوتا ہے جو معنی ملا ہے اس کو مزید تفصیل سے بیان کرنا۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ تو یہ عام حدیث میں ہے۔

حدیث قدسی بھی درمیان میں ہے معنی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اس سے مزید کوئی تفصیل نہیں بیان ہوتی وہی ہوتا ہے جو اللہ نے بیان کیا ہے حدیث قدسی میں لیکن لفظ کس کا ہوتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور قرآن مجید میں دونوں معنی اور لفظ بھی اللہ تعالیٰ کا ہے۔

یہ بات کیوں کر رہے ہیں؟ کیونکہ وحی سب وحی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ قرآن وحی ہے کہ نہیں؟ ہمیں کس نے بتایا کہ یہ قرآن مجید کی آیت ہے؟ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم نے سنا ہے کہ یہ قرآن ہے یہ حدیث نبوی ہے یہ حدیث قدسی ہے۔

حدیث قدسی میں کیا ہے؟ " قَالَ اللّٰہُ "۔ حدیث نبوی وہی ہے جو جو حدیث قدسی ہے لیکن اس میں لفظ کس کا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لفظ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لفظ ہوتا تو قرآن ہوتا کہ نہیں؟ قرآن ہوتا ناں۔ اور اس میں فروق میں یہاں پر وقت نہیں ہے کہ بیان کروں لیکن اس میں اچھی طرح یاد رکھیں کہ حدیث قدسی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے " قَالَ اللّٰہُ " اور قرآن بھی اللہ تعالیٰ

کا کلام ہے کیا نماز میں حدیث قدسی پڑھ سکتے ہیں ہم؟ نہیں۔ کیوں؟ کیونکہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے نہیں ہیں۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ اگر الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہوتے تو نماز میں بھی پڑھ لیتے کیا مشکل ہے تو الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔

" قَالَ اللهُ" کیوں فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے؟ کہ یہ معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

سوال: حنفیوں کے نزدیک حدیث قدسی کی تعریف؟

جواب: حنفیوں کے نزدیک یہی تعریف ہے جو راجح ہے باقی اگر ان میں اختلاف ہے تو اللہ اعلم۔ کوئی اور قول ہے آپ کے نزدیک؟ لفظ بھی معنی بھی جی ہاں! یعنی تعبد کے لیے نماز میں نہیں پڑھ سکتے یہ قول ہے صحیح ہے کچھ اس طریقے سے بیان کرتے ہیں۔

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (008.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio